ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

صحابیاتؓ کی سماجی خدمات اور اسلامی معاشرتی فلاح: قرنِ اوّل کا تحقیقی مطالعہ

SOCIAL, WELFARE, AND PHILANTHROPIC CONTRIBUTIONS OF THE FEMALE COMPANIONS IN THE EARLY ISLAMIC SOCIETY: A SĪRAH-BASED ANALYTICAL STUDY

Dr. Hafeezullah Khattak
Visiting Faculty Member, Khushal Khan Khattak University, Karak.
hafeez.ullah@kkkuk.edu.pk
Inam Uddin
University: Ripha international university Islamabad (RIUI) Program: M.phil scholar Ripha international Islamabad Email: inamuddinturabi@gmail.com
Dr. Inayat ur Rahman
Visiting Faculty, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management & Technology
Inayatbary@gmail.com

Abstract

The early Islamic society was founded upon the principles of social solidarity, compassion, and collective responsibility, in which the female Companions of the Prophet Muhammad (ﷺ) played a significant yet often underexplored role. While previous scholarship has predominantly focused on their religious and domestic contributions, their participation in social welfare, public service, healthcare, and community development deserves equal scholarly attention. This study aims to examine the social contributions of prominent female Companions through a descriptive and analytical approach based on the primary sources of the Qur'ān, Hadith, Sīrah, and classical historical literature. Particular attention is given to the contributions of Khadījah bint Khuwaylid, Sawdah bint Zamʿah, ʿĀ'ishah bint Abī Bakr, Zaynab bint Khuzaymah, Zaynab bint Jaḥsh, Asmā' bint Abī Bakr, Umm Sulaym, Umm ʿUmārah, Rubayyiʿ bint Muʿawwidh, Umm ʿAṭiyyah, and Rufaydah al-Anṣāriyyah. The findings demonstrate that these women made substantial contributions in charitable giving, poverty alleviation, education, nursing, medical care, caring for the wounded, funeral services, humanitarian assistance, and support during military expeditions. Their services were inspired by faith, sincerity, altruism, and a profound sense of social responsibility, thereby strengthening social cohesion and public welfare within the early Muslim community. The study further argues that the Prophetic model encouraged women's constructive participation in society while maintaining Islamic ethical values and moral responsibilities. The experiences of the female Companions, therefore, provide a valuable framework for addressing contemporary social challenges and offer a practical model for enhancing women's participation in community welfare, humanitarian work, education, and public service within an Islamic ethical framework.

Keywords : Female Companions (Ṣaḥābiyāt) - Early Islamic Society - Social Welfare - Community Service - Sīrah Studies-

کسی بھی سماج کا حُسن اور اس کی خوبصورتی اس سماج کی سماجی سرگرمیوں میں محصور ہوتی ہے۔ اپنے اہل وعیال کے لئے موسمی سختیوں اور تکالیف کو برداشت کرنا ہر بندے کی ذمہ داری ہے جسے احادیث میں بہترین صدقہ سے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی صدقہ صرف وہ نہیں ہے جو آپ کسی ضرورت مند کو دیں بلکہ اپنے خاندان کو کھلانا، پلانا اور پہنانا بھی صدقے میں شمار ہوتی ہے۔ لیکن سماج کی خدمت اس سے بھی بہترین صدقہ ہے، کیونکہ خاندان کی خدمت انسان کی مجبوری ہوتی ہے جبکہ خدمتِ خلق رضاکارانہ طور پر صرف رضائے الٰہی کے حصول کے لئے سرانجام دی جانے والی بہترین سماجی سرگرمی ہے۔

دورِ نبوی ﷺ میں سماجی خدمات صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک محدود نہیں تھیں بلکہ سماج کی فلاح وبہبود ہر فردِ معاشرے کا اہم فریضہ ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے صحابیات رضوان اللہ علیہن اجمعین نے بھی سماج کی خدمت میں بھرپور حصہ لیا ہیں۔ ان پاک ہستیوں کی زندگیوں کو دیکھ اور پڑھ کر عصر حاضر کی خاتون بھی سماج کی

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

فلاح و بہبود اور اس کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ ایسی بہت سی خواتین صحابیاتؓ ہیں جن کی سماجی خدمات موجود ہیں تاہم اس مقالے میں ہم ان صحابیات کی سماجی خدمات کا ذکر کریں گے جن کی سماجی خدمات زیادہ ہو۔

خواتین کی سماجی خدمات میں حصہ لینا اور گھر سے باہر کام کاج میں حصہ لینا نہ صرف دورِ نبوی ﷺ کی بات ہے بلکہ اس سے پہلی کی امتوں میں بھی خواتین اس طرح کے امور سرانجام دیتی نظر آتی تھیں۔ چنانچہ قومِ لوطؑ کو عذاب دینے کے لئے جب فرشتے انسانی شکل میں حضرت ابراہیمؑ کے گھر آئے تو حضرت ابراہیمؑ نے ان کی ضیافت کی، اسی دوران حضرت ابراہیمؑ مہمانوں کے ساتھ تشریف فرما تھے اور ان کی بیوی حضرت سارہؑ ادھر ایک طرف کھڑی تھی جنہیں فرشتوں نے حضرت اسحاقؑ اور پھر حضرت یعقوبؑ کی پیدائش کی خوش خبری سنائی۔ اس کا مطلب ہے حضرت سارہؑ ادھر مہمان نوازی کے لئے کھڑی تھی۔ امام قرطبی سورۃ ہود کی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

"وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ" أَيْ قَائِمَةٌ فِي خِدْمَتِهِمْ''[1]

''یعنی حضرت سارہؑ مہمانوں کی خدمت کے لئے کھڑی تھیں۔''

اسی طرح حضرت موسیٰؑ جب مصر سے بھاگ کر مدین چلے گئے تو وہاں ایک کنویں کے پاس آپؑ کو دو لڑکیاں نظر آئیں جو ایک روایت کے مطابق حضرت شعیبؑ کی بیٹیاں تھیں۔ اس کنویں پر لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے اور یہ دو لڑکیاں ایک طرف اپنے جانوروں کو لے کر کھڑی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پورے منظر نامے کو قرآن میں یوں بیان فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ۔۔۔ الخ"[2]

''اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے الگ ایک طرف دو عورتیں اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰؑ نے ان عورتوں سے پوچھا: تمہیں کیا پریشانی ہے؟ انہوں نے کہا ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں جب تک یہ چرواہے اپنے جانور نہ نکال لے جائیں اور ہمارے والد ایک بہت بوڑھے آدمی ہیں۔ یہ سن کر موسیٰؑ نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا، پھر ایک سائے کی جگہ جا بیٹھا اور بولا: پروردگا! جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں۔ (کچھ دیر نہ گزری تھی کہ) ان دونوں عورتوں میں سے ایک شرم و حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور کہنے لگی: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے لئے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے اس کا اجر آپ کو دیں۔ موسیٰؑ جب اس کے پاس پہنچا اور اپنا سارا قصہ اسے سنایا تو اس نے کہا: کچھ خوف نہ کر اب تم ظالم لوگوں سے بچ نکلے ہو۔''[3]

اسی طرح حضرت موسیٰؑ کی بہن کا اپنی والدہ کے حکم سے اپنے بھائی (حضرت موسیٰؑ) کا پیچھا کرنا، فرعونیوں کی نظروں سے بچ کر دُور سے اپنے بھائی کو دیکھتی رہنا، اور پھر مناسب وقت پر جب حضرت موسیٰؑ کا کسی بھی عورت کا دودھ پینے سے انکار کی صورت میں اس کا یہ کہنا کہ: میں تمہیں ایسے گھر کا بتاؤں جس کے لوگ اس کی پرورش کا ذمہ لیں اور خیر خواہی کے ساتھ اسے رکھیں، یوں اپنے بھائی موسیٰؑ کو اپنی ماں کی طرف لوٹانا، یہ تمام امور ایک عورت کی طرف سے سرانجام دی گئی ہیں۔[4]

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف دورِ نبوی ﷺ میں بلکہ اس سے پہلے بھی خواتین کام کاج کے لئے گھروں سے باہر آجایا کرتی تھیں جیسا کہ حضرت شعیبؑ کی دونوں بچیوں کا اپنے جانوروں کی خدمت کے لئے گھر سے باہر آنا اور مردوں سے بقدرِ ضرورت گفتگو کرنا، حضرت سارہ کا مہمانوں کے پاس کھڑی رہنا، موسیٰؑ کی بہن کا اپنے بھائی موسیٰؑ کو تلاش کرنا وغیرہ یہ ایسے امور ہیں جو خواتین کی طرف سے انجام دی گئی ہیں۔

محمد ظفیر الدین لکھتے ہیں: ''عورت کھیتی باڑی کے شعبے سے زمانہ قدیم سے منسلک رہی ہے۔ اس کے علاوہ گھریلو ذمہ داریاں نبھانا، اور خاندانی نظام چلانے میں بھی سرگرداں رہی ہیں۔ وہ الگ بات ہے کہ پہلے ان کی کوششوں کو تسلیم نہیں کیا جاتا تھا اور نہ انہیں حقوق دیئے جاتے تھے۔[5]

قرنِ اوّل کی سماجی کارکنان صحابیات رضی اللہ عنھن اجمعین:

---

[1] قرطبی، **الجامع لأحکام القرآن**، 9/67۔

[2] القرآن: 28/23-25۔

[3] مودودیؒ، **تفہیم القرآن**، سورۃ القصص، آیت 23-25، 3/626 تا 629۔

[4] القرآن: 28/11-12۔

[5] محمد ظفیر الدین، **اسلام کا نظام عفت و عصمت**، 46۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بحیثیتِ مُنفِقہ و مُتصدِقہ

ان سماجی کارکنان صحابیاتؓ میں سب سے پہلا نام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا پہلی اُمّ المؤمنین ہے اور اسلام قبول کرنے ولوں میں بھی آپ رضی اللہ عنہا اول تھی۔اس لئے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سماجی خدمات کا تذکرہ کیا جائے گا۔

شعبِ ابی طالب میں محصوری کا زمانہ انتہائی دردناک تھا۔کفار نے جب محسوس کیا کہ مسلمان ہجرت کر کے حبشہ جاکر وہاں بڑے مزے اور سکوں میں رہتے ہیں، نجاشی بھی ان کی حفاظت کرتا ہے، ادھر مکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام نے بھی انہیں پریشان کیا تھا اور اسلام مسلسل قبائل میں پھیل رہا تھا۔اس لئے انہوں نے مسلمانوں یعنی بنوہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ بائیکاٹ کرنے کے لئے ایک معاہدہ کیا۔معاہدے کا کاغذ خانہ کعبہ میں آویزاں کیا گیا تاکہ تمام لوگ پابندی کے ساتھ اس معاہدے پر عمل کریں۔معاہدے میں لکھا گیا تھا کہ:"ان کے ساتھ ہر قسم کی رشتہ داریوں پر پابندی ہے۔ان کے ساتھ لین دین ممنوع ہے:نہ انہیں کچھ فروخت کیا جائے گا اور نہ ہی ان سے کچھ خریدا جائے گا۔"[6]

ابن ہشام کے مطابق اس معاہدے کو لکھنے والا منصور بن عکرمہ تھا جبکہ بعض روایات میں نضر بن حارث کا نام بھی آیا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی بددعا کی وجہ سے اس کی بعض انگلیاں شل ہوگئی تھیں۔بنوہاشم میں سے صرف ابولہب اپنا خاندان چھوڑ کر قریش کے پاس چلا گیا، باقی سب شعب ابی طالب میں محصور ہوگئے تھے۔[7]

یہ انتہائی دردناک اور کربناک دن تھے۔بھوک کی وجہ سے محصورین درختوں کے پتے تک کھانے پر مجبور تھے۔ان سخت ایام میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثرورسوخ کی وجہ سے محصورین کے لئے کھانا آجاتا تھا۔چنانچہ ابن ہشام نے ابوالبختری اور ابوجہل کے درمیان اُن دنوں میں پیش آئے ہوئے ایک واقعے کا ذکر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ:

"حضرت کے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت حکیم بن حزام اپنے غلام کے ہاتھوں اپنی پھوپھی(حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے لئے شعبِ ابی طالب کے دنوں میں کھانا لے جارہا تھا۔آپ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ اس گھاٹی میں موجود تھی۔راستے میں ابوجہل نے روک کر کہا: آپ یہ کھانا بنوہاشم کے لئے نہیں لے جاسکتے جب تک میں مکہ میں تیری رسوائی نہ کروں۔اسی دوران ابوالبختری بن ہشام آیا۔اس نے کہا: ایک بندہ اپنی پھوپھی کے لئے کھانا لے کر جارہا ہے اور تم اسے روک رہے ہو؟ اسے کھانا لے جانے دیں! ابوجہل نہیں مانا۔ابوالبختری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا جس سے وہ زخمی ہوگیا، اور کچھ لاتیں بھی ماریں۔"[8]

عام دنوں میں بھی آپ رضی اللہ عنہا غرباء، مساکین اور ضرورت مندوں کی مالی مدد کیا کرتی تھی۔حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی رضاعی ماں تھی۔آپ ﷺ کا بچپن انہی کے گھر گزرا ہے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑی عقیدت اور احترام سے پیش آتی تھیں۔ایک دفعہ آپ ﷺ کی موجودگی میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائی تھیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو چالیس بکریاں اور سامان سے لدا ہوا ایک اونٹ دیا تھا۔"[9]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی کفالت میں لیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انتہائی حسن سلوک اور شفقت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش کی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہا نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتی تھی، انہیں اپنے گھر میں کبھی اجنبیت محسوس نہیں ہونے دی۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پرورش آپ رضی اللہ عنہا نے سگی ماں کی طرح کی ہے۔[10]

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے جسے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے عکاظ کی منڈی سے خریدا تھا۔آپ ﷺ کو یہ غلام بڑا پسند آیا تھا۔آپ ﷺ ان کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ محسوس کیا تو اپنا غلام: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو بطورِ عطیہ پیش کیا۔آپ ﷺ نے اس پر دلی خوشی کا اظہار فرمایا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو غلامی سے آزاد فرمادیا۔[11]

6۔ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**، فصل في ذكر مخالفة قبائل قريش بني هاشم و بني عبد المطلب في نصر رسول الله صلى الله عليه وسلم، 4/212۔

7 ابن ہشام، **السیرۃ النبویۃ**، تحالف الكفار ضد الرسول، 1/350-351۔

8۔ابن ہشام، **السیرۃ النبویۃ**، تعرض أبي جهل لحكيم بن حزام، وتوسط أبي البختري، 1/354، 353۔

9 ڈاکٹر ذوالفقار کاظم، **ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا**(لاہور: بیت العلوم، پرانی انار کلی)، 77، 76۔

10 ابوعمار محمود المصری، **گلشنِ رسالت کی مہکتی کلیاں**، ترجمہ: محمود احمد غضنفر (لاہور: دارالاندلس، ستمبر 2008)، 51۔

11 ابوعمار محمود المصری، **گلشنِ رسالت کی مہکتی کلیاں**، 48-51۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرح آج کل کے صاحب حیثیت خواتین کو بھی اپنے معاشرے کی ضرورت مندوں اور محتاجوں کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ معاشرے میں غُربت کی شرح میں کمی آسکے۔اس کے علاوہ اپنے یا شوہر کے کسی رشتہ دار کو کفالت میں لے کر اس کی اچھی تربیت کرنا اور اس کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنا بھی اسوہ صحابیات ہے۔صحابیات کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس موجودہ کوئی چیز اگر کسی کو پسند آتی تو وہ اس کو تحفتاً ہدیہ کرتی تھیں،اس لئے ایسے مواقع پر سامنے والا کو تحفہ دیکر اخوت و محبت کی فضاء قائم کی جاسکتی ہے۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بحیثیتِ سماجی کارکن:

آپ رضی اللہ عنہا سخاوت کی پیکر تھیں۔دنیا کی نعمتوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں تھی،کوشش ہوتی جو ہاتھ میں آجائے راہِ خدا میں خرچ کرے۔اور اسی طرح کرتی رہیں۔ابن سعد محمد بن عمران کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ:

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیلی میں کچھ دراہم بھیجے۔سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ کیا ہے؟لوگوں نے کہا: دراہم۔بولی: تھیلی میں کھجور کی طرح؟ اپنی لونڈی کو آواز دی کہ ضرورت مندوں کو میرے پاس بھیجو! یا مجھے ضرورت مندوں کے پاس لے جاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسی وقت سارے دراہم تقسیم کیے۔"[12] ابن سعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ:

"آپ رضی اللہ عنہا صدقہ کو پسند کرنے والی خاتون تھی۔"[13]

خالد حمودی لکھتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے مالِ غنیمت میں باقی ازواج مطہرات کی طرح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو بھی ان کا حصہ دیا تھا،آپ رضی اللہ عنہا کو حصے میں اسّی وسق کھجور اور بیس وسق گیہوں ملے تھے۔حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ذخیرہ نہیں کیا اور نہ ہی اس مالِ غنیمت کو گھر لے کر گئی بلکہ اپنے گھر پہنچنے سے پہلے انہیں محتاجوں اور ضرورت مندوں میں خرچ کیا۔

آپ مزید لکھتے ہیں کہ:"حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کبھی نہیں چاہتی تھیں کہ مال کا کوئی عنصر ان کے قبضے میں آجائے۔اپنی دنیاوی زندگی پر خرچ سے زیادہ آپ رضی اللہ عنہا کے لئے زیادہ عزت اور شرف کی بات یہ تھی کہ یہ مال محتاجوں،ضرورت مندوں،مسکینوں اور بھوکوں کو مل جائے۔"[14]

حضرت سودہ بنتِ زُمعہ رضی اللہ عنہا کی سیرت آج کل کے خواتین کے لئے رول ماڈل ہے۔آپ رضی اللہ عنہا نے ہر حال میں ضرورت مندوں کی مدد کی ہے،اپنے گھر میں کچھ نہ ہونے کے باوجود مالِ غنیمت میں سے اپنے پورے حصے کو گھر پہنچنے سے پہلے مستحقین میں تقسیم کرتی تھی۔آج کل کے خواتین کو بھی چاہئے کہ ضرورت سے زیادہ مال و دولت کو راہِ خدا میں خرچ کرے اور مال کی محبت سے بچی رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رفاہی اور تعلیمی خدمات:

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سماجی خدمات کے حوالے سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو کچھ ہوتا وہ اسے اپنے پاس رکھنے کے بجائے اللہ کی راہ میں غریبوں،مسکینوں اور ضرورت مندوں میں خرچ کرتی تھی۔چنانچہ وہ روایت کرتے ہیں کہ:

"وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَهَا مِنْ رِزْقِ اللهِإِلا تَصَدَّقَتْ[15]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوئی بھی چیز اپنے پاس نہیں ٹھہراتی تھیں بلکہ اسے صدقہ کر دیتی تھیں۔"

ایک اور حدیث امام بخاریؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کرتے ہیں جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کی ایک سہیلی کا میدانِ جنگ میں خدمات کا ذکر ہے۔چنانچہ روایت نقل کرتے ہیں:

---

12 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سودۃ، 8/56۔

13 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سودۃ، 8/55۔

14 خالد الحمودی، **اُم المؤمنین سودۃ بنت زمعۃ**، المقسوم لھا یوم خیبر (دار القاسم)، 14، 13۔

15 بخاری، **الصحیح**، کتاب المناقب، باب مناقب قریش، 3/1291۔

"لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلموَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، الخ۔"[16]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ احد کی لڑائی میں مسلمان رسول اکرم ﷺ سے جدا ہوگئے تھے۔ اور میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے پائنچے چڑھائے ہوئے پیٹھ پر مشکیزے لاد کر لاتی تھیں اور مجاہدین اور دیگر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور جب مشکیزے خالی ہو جاتے تھے تو پھر ان کو بھر لاتی تھیں اور قوم کو پانی پلاتی تھیں۔ میں ان کے پاؤں کے پازیبیں دیکھ رہا تھا۔"

اسی طرح ایک اور روایت ہے جسے ابن سعد حضرت امّ ذرہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ:

"حضرت عبد اللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک لاکھ روپے بھیجے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں تقسیم کرنے بیٹھ گئی، اس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روزہ تھا۔ لوگوں میں تقسیم کرتے کرتے شام ہوگئی اور پیسے بھی ختم ہوگئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو آواز دی کہ شام ہوگئی ہے میرے لے افطاری لے آئیں! باندی نے کہا: اے ام المؤمنین! جتنا مال آپ نے تقسیم کیا ہے اس میں سے ہمارے لئے ایک درہم کی گوشت اگر لے آتیں تو افطاری میں کھا لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے مجھے اس وقت اگر یاد دلایا ہوتا تو میں خرید لیتی۔"[17]

مؤطا امام مالک کی روایت ہے کہ:

"أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّ مِسْكِيناً سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ."[18]۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دن روزے سے تھی۔ گھر میں ایک روٹی سے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک مسکین عورت آئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے لونڈی سے کہا: روٹی اس کو دیدو! اس نے کہا افطار کس چیز سے کریں گی آپ؟ بولی: دے دو اسے۔ شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے لونڈی کو بلا کر کہا: یہ کھاؤ! یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔"

امام بخاری ادب المفرد میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں: آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دو عورتوں سے زیادہ سخاوت کرتے کسی کو نہیں دیکھا: ان میں سے ایک حضرت عائشہ ہے: چنانچہ وہ روایت کرتے ہیں کہ:

"مَا رأيتُ امرأتَيْنِ أجوَدَ مِن عائشةَ وأَسماءَ وجودُهُما مُختلِفٌ، أمَّا عائشةُ فكانَت تَجمَعُ الشَّيَ۔۔۔الخ "[19]۔

"حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کسی کو نہیں پایا۔ لیکن دونوں کے انداز میں فرق ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جمع کرتی رہتی تھی، جب اچھی خاصی رقم جمع ہوتی تب اسے اللہ کی راہ میں تقسیم کرتیں جبکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاتھ جو آتا اسی وقت خرچ کرتی تھیں۔"

امام بخاریؒ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت کے حوالے سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا کی روایت سے ایک حدیث صحیح بخاری میں نقل کرتے ہیں: وہ روایت کرتے ہیں:

" جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا۔ الخ۔"[20]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: ایک دفعہ ایک عورت گود میں دو بچوں سمیت مجھ سے مانگنے آئی تو میرے پاس کچھ نہیں تھا سوائے ایک کھجور کے، میں نے وہ کھجور اس عورت کو دی، عورت نے کھجور کو آدھا آدھا کر کے دونوں بچیوں میں تقسیم کیا اور باہر چلی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو بچیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے تو وہ بچیاں قیامت کے دن اس کے لئے جہنم کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں گیں"۔

علامہ بلاذریؒ انساب میں لکھتے ہیں کہ:

---

[16] بخاری، **الصحیح**، کتاب الجہاد والسیر، باب: غزو النساء وقتالھن مع الرجال، 3/1055۔

[17] ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، ذکر ازواج النبی ﷺ، عائشۃ، 8/67۔

[18] مالک ابن انس، **موطا امام مالک**، کتاب الصدقۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ، 5/1451۔

[19] بخاری، **الأدب المفرد**، باب سخاوۃ النفس (ریاض: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، 1419ھ۔1998ء)، 146۔

[20] بخاری، **الصحیح**، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، 5/2234۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

"امیر معاویہ ؓ نے حضرت عائشہ ؓ کو ایک ہار بھیجا تھا، جس کی قیمت ایک لاکھ لگائی گئی، آپ ؓ نے اسے قبول کر کے امہات المؤمنین میں تقسیم کیا، آپ ؓ سخی لوگوں میں سے ایک تھی۔"[21]

علامہ بلاذریؒ انساب الاشراف میں مزید لکھتے ہیں کہ:

"حضرت عائشہ ؓ نے اپنا گھر ایک لاکھ درہم میں فروخت کر کے سارے پیسے تقسیم کر دیئے۔ یہ بات عبد اللہ بن زبیر ؓ کو پتہ چلی، انہوں نے کہا: کیا انہوں نے ایک لاکھ روپے تقسیم کر دیئے؟ اگر وہ نہیں رکی تو میں انہیں روک لوں گا، حضرت عائشہ ؓ نے کہا: کیا وہ مجھے روکے گا؟ قسم اٹھا کر ان سے ہمیشہ کے لئے بات کرنا چھوڑ دی، عبد اللہ بن زبیر ؓ پر دنیا تنگ ہو گئی، آخر کار حضرت عائشہ ؓ نے ان سے بات کر کے سو غلاموں کو آزاد کر الیا۔"[22]

اسی بات کی طرف امام بخاریؒ نے اپنے صحیح میں اشارہ کیا ہے۔ بخاری کی روایت ہے: امام بخاری ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عبد اللہ بن زبیر ؓ حضرت عائشہ ؓ کو ان کی فیاضی سے روکنا چاہا تو آپ اس قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی، بڑی سفارشیں کروائی تب جا کر عرصے بعد راضی ہو گئی۔"[23] حضرت عروہ ؓ ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ: حضرت عائشہ نے ستر ہزار درہم تقسیم کئے اس حال میں کہ ان کی قمیص کو ایک طرف پیوند لگے ہوئے تھے۔[24]

حضرت عائشہ ؓ کی سماجی سرگرمیوں میں سے تعلیم و تعلم کی سرگرمی بھی ہمیشہ فعال رہی ہے، آپ ؓ کی طرف بڑے بڑے صحابہ کرام ؓم مسائل دریافت کرنے، سیکھنے اور سمجھنے کے لئے رجوع کرتے تھے۔ آپ ؓ کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں وقت گزارنے کی وجہ سے بہترین علم و حکمت سے نوازا تھا۔

آپ ؓ کے علم کے بارے میں ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں امام زہریؒ کی روایت نقل کی ہے: "امام زہریؒ لکھتے ہیں کہ: اگر امہات المؤمنینؓ اور ساتھ دیگر خواتین کا علم اکٹھا کیا جائے تو حضرت عائشہ ؓ کا علم ان سے زیادہ اور بہتر تھا۔"[25]

ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب میں کچھ مزید اقوال نقل کئے ہیں:

مسروق کہتے ہیں: میں نے اصحابِ محمد ﷺ میں سے بڑے بڑے شیوخ کو دیکھا ہے جو حضرت عائشہ ؓ سے فرائض کے علم کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ ابوبُردہ کہتے ہیں: ہمیں کوئی مشکل پیش آتی تو اس کے لئے ہم حضرت عائشہ ؓ کی طرف رجوع کرتے تھے ہمیں وہ علم وہیں مل جاتا تھا۔ ہشام ابن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: میں نے فقہ، طب اور شعر کو حضرت عائشہ ؓ سے زیادہ جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ عطاء ابن ابی رباح کہتے ہیں: حضرت عائشہ ؓ لوگوں میں سب سے بڑی فقیہ اور بہترین رائے کی مالکہ تھی۔"[26]

اسلام کی ابتدائی دنوں میں خواتین کا سب سے پہلا اور بڑا تعلیمی مرکز حضرت عائشہ ؓ کا حلقہ درس تھا، یہاں سے ہزاروں مسائل، احکام اور آدابِ خواتینِ اسلام سیکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ ؓ کے ذریعے سے علوم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ امت تک پہنچا ہے۔ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ: "بہت سے لوگوں نے حضرت عائشہ ؓ سے علم حاصل کیا، آپ ؓ سے بہت سے احکام اور آداب نقل کئے، یہاں تک کہا گیا ہے کہ شریعت کے ایک چوتھائی احکام حضرت عائشہ ؓ نقل کئے گئے ہیں۔"[27]

---

[21] بلاذری، **انساب الاشراف**، ازواج رسول اللہ، عائشہ بنت ابی بکر، 1/419،418۔

[22] بلاذری، **انساب الاشراف**، ازواج رسول اللہ، عائشہ بنت ابی بکر، 1/419۔

[23] بخاری، **الصحیح**، کتاب المناقب، باب مناقب قریش، 3/1291۔

[24] ابو عمار محمود المصری، **گلشنِ رسالت کی مہکتی کلیاں**۔ ترجمہ: محمود احمد غضنفر، 136۔

[25] ابن حجر، **تہذیب التہذیب**، حرف العین المہملہ، من اسمہا العالیہ والعائشہ، 12/435۔

[26] ابن حجر، **تہذیب التہذیب**، حرف العین المہملہ، من اسمہا العالیہ والعائشہ، 12/435۔

[27] ابن حجر، **فتح الباری**، قولہ باب فضل عائشہ، 7/107۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ابن العماد حنبلیؒ شذرات الذھب میں حضرت عُروہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں:" وہ کہتے ہیں: میں کسی ایسے شخص کے ساتھ نہیں بیٹھا جس کا علم: قضاء، واقعاتِ جاہلیہ، اشعارِ عرب اور طب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ ہو۔"[28]

سماجی سرگرمیوں میں واحد تعلیم و تعلُّم ایک ایسی سرگرمی ہے جو بیک وقت سماجی، معاشرتی، مذہبی اور اخلاقی سرگرمی ہے۔ صحابیاتؓ نے اس سرگرمی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ آج کے ہمارے مذہبی اور رفاہی تنظیمیں صرف روزہ، زکوۃ، مسائل نماز و غُسل، فضائلِ اعمال اور صدقہ و خیرات تک محدود نہ رہے بلکہ ان کے ٹارگٹ میں ہر تین سے چار ماہ میں کم از کم دس بچیوں کو بنیادی تعلیم سے منور کرنا اور عام خواتین کو خانگی مسائل سے آگاہ کرنا بھی ان کے منشور کا حصہ ہونا چاہئے۔

زینب بنتِ خُزیمہ رضی اللہ عنہا بحیثیتِ ام المساکین

زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا بھی فقراء اور مساکین کا بڑا خیال رکھتی تھی۔ شروع دن سے آپ رضی اللہ عنہا انتہائی کشادہ دست تھی، فقراء اور مساکین کی امداد کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتی۔ ان پر طرح طرح کے صدقات کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آنے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا مساکین کا اتنا خیال رکھتی تھیں کہ دورِ جاہلیت میں آپ رضی اللہ عنہا کو "ام المساکین" کا نام دیا گیا۔[29]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی کنیت: "ام المساکین" کے حوالے سے ابونعیم اصبہانی لکھتے ہیں کہ:

"مساکین کو زیادہ کھلانے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا اُم المساکین کے نام سے جانی جاتی ہے۔"[30]

ابن الاثیرؒ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت: "ام المساکین" کے حوالے سے اُسدُالغابہ میں لکھتے ہیں کہ:

"حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اُم المساکین کہا جاتا ہے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا مساکین کو زیادہ کھلاتی تھیں اور ان پر کثرت سے صدقات کرتی تھیں۔"[31]

امام ذہبیؒ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت: "ام المساکین" کے حوالے سے سیَرُاَعلامِ النُبلاء میں لکھتے ہیں کہ:

"حضرت زینب بنتِ خُزیمہ رضی اللہ عنہا کو مساکین پر احسانات کی وجہ سے "ام المساکین" کا نام دیا گیا تھا۔"[32]

علامہ ابن کثیرؒ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت: "ام المساکین" کے حوالے سے البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ:

"حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مساکین پر ان کی کثرتِ صدقات، ان کے ساتھ نیکی اور ان پر احسانات کی وجہ سے اُم المساکین کہا جاتا ہے۔"[33]

ابن حجرؒ الاصابہ میں حضرت زینب بنتِ خُزیمہ رضی اللہ عنہا کے لقب اُم المساکین کے حوالے سے کہتے ہیں کہ:

"آپ رضی اللہ عنہا کو اُمُّ المساکین کہا جاتا تھا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا انہیں کھلاتی تھی اور ان پر صدقہ کرتی تھی۔"[34]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے بعد تو حضرت زینب بنتِ خُزیمہ رضی اللہ عنہا کی صدقات و خیرات میں مزید اضافہ ہو گیا، جہاں کہیں کوئی ضرورت مند نظر آتا آپ رضی اللہ عنہا ان کی ضروریات حل کروانے میں مدد کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا جاہلیت میں بھی ام المساکین کے نام سے مشہور تھیں اور دورِ اسلام میں تو اس صفت میں مزید تیزی آگئی تھیں۔

حضرت زینب بنتِ خُزیمہ رضی اللہ عنہا کو کثرتِ صدقات اور مساکین و فقراء کے ساتھ ہمدردی کی وجہ سے ام المساکین یعنی مساکین کی ماں کہا گیا۔ عصرِ حاضر کی خواتین کے لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی زندگی ایک مثال ہے۔ آج کی خاتون کو بھی کثرت سے خیرات و صدقات میں حصہ لینا چاہیے تاکہ معاشرے سے غربت کی شرح میں کمی آسکے۔

---

28 ابن العماد الحنبلی، **شذرات الذھب فی اخبار من ذھب**، سنۃ سبع وخمسین (دمشق-بیروت: دار ابن کثیر، 1406ھ-1986ء)، 1/261۔

29 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، زینب، 8/115۔

30 ابو نعیم اصبھانی، **معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم**، ازواجہ صلی اللہ علیہ وسلم، زینب بنتِ خزیمہ، 6/3228۔

31 ابن الاثیر، **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ**، حرف الزای: زینب بنتِ خزیمہ، 7/130۔

32 شمس الدین ذہبی، **سیَرُاعلام النُبلاء**، السنۃ الرابعۃ من الھجرۃ، غزوۃ الخندق، 1/465۔

33 ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**، سنۃ اربع من الھجرۃ النبویۃ، فصل فی جملۃ من الحوادث الواقعۃ سنۃ اربع من الھجرۃ، 5/581۔

34 ابن حجر، **الاصابہ**، حرف الزای المنقوطۃ، زینب بنتِ خزیمہ، 8/157۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا بحیثیتِ متصدقہ:

آپ رضی اللہ عنہا انتہائی فیاض، سخی، یتامیٰ اور مساکین کی خدمت کرنے والی تھیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

"زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا نے درہم و دینار کچھ نہیں چھوڑا، وہ جو کچھ ہاتھ میں آتی صدقہ کرتی تھیں۔ وہ مساکین کی جائے پناہ تھیں، انہوں نے ترکہ میں ایک گھر چھوڑا تھا جسے ولید بن عبد الملک نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے وقت پچاس ہزار دراہم میں خرید اتھا۔"[35]

ابن اثیرؒ اُسدُ الغابہ میں حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا ہاتھ سے چیزیں بنانے والی تھی، وہ ہاتھ سے کام کرتی اور پھر اس کی کمائی کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرتی تھی۔"[36]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کے لئے بارہ ہزار درہم مقرر کئے تھے، آپ رضی اللہ عنہا نے وہ پیسے صرف ایک سال لئے تھے۔ ابن حجرؒ اصابہ میں محمد بن کعب کی روایت نقل کرتے ہیں کہ:

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے لئے بارہ ہزار درہم مقرر کئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے وہ پیسے صرف ایک سال لئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کہتی: اے اللہ! یہ پیسے پھر مجھے نہ پائے یہ ایک فتنہ ہے۔ پھر اسے رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کیا۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا: یہ خاتون سراپا خیر ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے دروازے پر آئے سلام عرض کیا، اور کہا: آپ کے خرچ کے بارے میں مجھے پتہ چل گیا ہے۔ یہ ہزار درہم اور ہیں، انہیں اپنی ذاتی خرچ کے لئے رکھ لیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے وہ ہزار درہم بھی اسی طرح صدقہ کر دیئے۔"[37]

ابن سعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہے، وہ فرماتی ہیں کہ:

"ایک دفعہ ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے سب سے پہلے میرے پاس لمبے ہاتھوں والی آئے گی، (یعنی میرے بعد جلدی فوت ہو کر میرے پاس آئے گی) آپ ﷺ نے اسے جلدی اپنے ساتھ ملنے پر خوشخبری دی اور اسے جنت میں اپنی بیوی کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ: آپ ﷺ کی رحلت کے بعد ہم جب ہم میں سے کسی ایک کے گھر میں اکٹھے ہو جاتے تو اپنے ہاتھ دیوار کے ساتھ ناپتے تھے کہ ہم میں سے کس کے ہاتھ لمبے ہیں، اس دوران حضرت زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئی، اللہ اس پر رحم فرمائے، زینب چھوٹے قد والی تھیں، وہ ہم سے لمبی نہیں تھیں، اس وقت ہمیں سمجھ آیا کہ آپ ﷺ کا لمبے ہاتھوں سے مراد صدقہ تھا، آپ رضی اللہ عنہا ہاتھ سے کماتی تھیں، کپڑے رنگنے اور سینے پرونے کا کام کرتی تھیں، اور اس کی آمدنی راہِ خدا میں صدقہ کرتی تھیں۔"[38]

ابو نُعیم اصبہانی برزہ بنتِ رافع کا ایک قول نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب نے حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے پاس وافر مقدار میں مال بھیجا۔ چنانچہ وہ فرماتی ہیں کہ:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی طرف مال بھیجا، آپ رضی اللہ عنہا نے لانے والوں سے پوچھا: کیا اس میں میری بہنوں کا بھی حصہ ہے؟ انہوں نے کہا: یہ صرف آپ کی ہے۔ زینب رضی اللہ عنہا نے اس مال کو ایک چادر سے ڈھانپ دیا۔ برزہ کہتی ہیں کہ پھر مجھے کہا کہ: آپ اس میں ہاتھ ڈال کر مٹھیاں بھر بھر کے بنو فلاں اور بنو فلاں کو دے دیں! یہ لوگ کچھ آپ کے رشتہ دار اور کچھ یتیم بچے تھے۔ برزہ کہتی ہیں: جب مال تھوڑا سارہ گیا تو میں نے کہا: ام المؤمنین! اللہ آپ کو بخش دے اس میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کپڑے کے نیچے جتنا مال ہے سب آپ کا۔ برزہ کہتی ہے پس جب ہم نے تحویل میں لے لیا تو وہ پچاسی درہم تھے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی، اے اللہ! اس سال کے بعد عمر کا عطیہ مجھ تک نہ پہنچے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا دنیا سے رحلت فرما گئیں۔"[39]

---

35 ابن سعد، **الطبقات الکُبریٰ**، ذکر ازواج النبی ﷺ، زینب، 8/114۔

36 ابن الاثیر، **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ**، حرف الزائ: زینب بنت جحش، 7/126۔

37 ابن حجر، **الاصابہ**، حرف الزائی المنقوطۃ، القسم الاول، زینب بنت جحش، 8/155۔

ابن سعد، **الطبقات الکُبریٰ**، ذکر ازواج النبی ﷺ، زینب، 8/110۔

38 ابن سعد، **الطبقات الکُبریٰ**، ذکر ازواج النبی ﷺ، زینب بنتِ جحش، 8/108۔

39 ابو نعیم اصبہانی، **معرفۃ الصحابہ لابی نعیم**، ازواجہ ﷺ، زینب بنتِ جحش، 6/3224۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی فیاضی کی وجہ سے بہت مشہور تھی۔ زندگی میں تو صدقہ کرتی رہتی تھی لیکن مرنے کے بعد کے لئے بھی وصیت کر کے چلی گئی۔ علامہ بلاذری انساب الاشراف میں لکھتے ہیں کہ:

”زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت کہا تھا کہ: میں نے اپنے لئے کفن تیار کیا ہے، ہو سکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کفن بھیج دے، اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان میں سے ایک صدقہ کر دینا، جب آپ رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کفن کے پانچ کپڑے بھیج دیئے، یہی کفن آپ کو پہنائے گئے، اور آپ کے خود کے تیار کردہ کفن کو آپ کی بہن حمنہ بنتِ جحش رضی اللہ عنہا نے صدقہ کر دیا۔“[40]

خالد حمودی حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

”حضرت زینب رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ خیرات کرنے والی مشہور تھیں، آپ رضی اللہ عنہا ضرورت مندوں کو دینے سے پہلے کوئی ایک درہم بھی گھر میں کھنا پسند نہیں کرتی تھیں، جو کچھ ہاتھ میں آتا اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی خاطر مستحقین میں خرچ کرتی تھی۔“[41]

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کی سیرت عصرِ حاضر کی خواتین کے لئے کئی پہلوؤں سے ایک بہترین نمونہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی طرح آج کے مسلمان عورتوں کو بھی اپنے پاس مال و دولت جمع کرنے سے گُریز کرنا چاہیے۔ خواتین کو چاہیے کہ اپنے ہاتھوں سے مختلف چیزیں بنا بنا کر ان سے اپنا خرچہ بھی نکالیں اور ساتھ اس کمائی سے راہِ خدا میں بھی خرچ کریں۔ موت کو اپنے سامنے رکھ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پیروی میں اپنے لئے اپنی زندگی میں ہی کفن تیار کرنا ایک مومنہ کی بہترین صفات میں سے ایک ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ایک ہی محفل میں لاکھوں دراہم راہِ خدا میں تقسیم کی ہے، آج کے خواتین اپنی استطاعت کے مطابق مستحقین کی مالی مدد ضرور کریں جو ایک سماجی خدمت کے ساتھ ساتھ بہترین مالی عبادت اور اسوۂ صحابیات ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ: سماجی کارکن:

آپ رضی اللہ عنہا کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔ ابن سعد نے خود حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہے۔ وہ کہتی ہے کہ:

"جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہجرتِ مدینہ کا ارادہ کیا تو میں نے ان کے لئے راستے کا کھانا تیار کیا۔ جلدی میں مجھے کوئی رسی نہیں ملی جس سے راستے کے اس ناشتے اور مشکیزے کو باندھ سکوں، میں نے اپنے والد سے کہا کہ: مجھے ایسی کوئی چیز نہیں ملی جس سے میں یہ چیزیں باندھ سکوں سوائے میرے نطاق (طالب ہاشمی صاحب لکھتے ہیں کہ: نطاق وہ رومال یا کپڑا جو اس زمانے میں عورتیں قمیص کے اوپر لپیٹتی تھیں، تذکار صحابیات، ص187) یعنی کمر باندھ کے، میرے والد نے کہا: اس کے دو ٹکڑے کر دو: ایک سے پانی کا مشکیزہ باندھ لو اور دوسرے سے کھانا۔ میں نے اسی طرح کیا۔ اس کی بعد مجھے ذات النطاقین کا نام دیا گیا۔“[42]

حضرت اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے قبولِ اسلام کے حوالے سے الاستیعاب میں ابن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"إن أسماء بنت أبي بكر أسلمت بعد إسلام سبعة عشر إنسانا"[43]۔

”حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے پہلے سترہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے، آپ اٹھارویں مسلمان ہے۔“

سخاوت اور فیاضی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں اکمل درجے میں پائی جاتی تھی۔ ابن سعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"آپ رضی اللہ عنہا اپنی بچیوں اور اہل و عیال کو نصیحت کرتی تھی کہ: بچو! خرچ کرو، اور صدقہ کرو! انہیں جمع نہ کرو، اگر آپ نے مال جمع کر کے بخل سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ بھی آپ کو اپنے مزید مال سے محروم رکھے گا اور اگر آپ نے صدقہ کیا تو یہی اصل ذخیرہ ہے جس کے گُم یا ضائع ہونے کا خدشہ نہیں ہے"[44]۔

---

40 بلاذری، **انساب الاشراف**، ازواج رسول اللہ، زینب بنتِ جحش، 436، 435۔

41 خالد الحمودی، **اُم المؤمنین زینب بنت جحش**، المتصدقۃ بالأموال (دار القاسم)، 11۔

42 ابن سعد، **الطبقات الکُبریٰ**، تسمیۃ النساء المسلمات المبایعات من قریش وحلفائھم وموالیھم وغرائب۔، اسماء، 8/250۔

43: ابن عبد البر، **الاستیعاب**، باب الالف: اسماء بنتِ ابی بکر صدیق (بیروت – لبنان: دار الجیل، 1412ھ – 1992ء) 4/1783،

44 ابن سعد، **الطبقات الکُبریٰ**، تسمیۃ النساء المسلمات المبایعات من قریش وحلفائھم وموالیھم وغرائب، اسماء، 8/252۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی جائیداد فروخت کر کے وہ ساری رقم رشتہ داروں میں تقسیم کی ہے:۔
چنانچہ امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں کہ:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت ایک قطعہ زمین ترکہ میں چھوڑا تھا، وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حصے میں آئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسے ایک لاکھ درہم میں فروخت کر کے ساری رقم اپنے دو رشتہ داروں: قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق میں تقسیم کر دی۔"[45]

امام بخاری ادب المفرد میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: میں نے دو عورتوں سے زیادہ سخاوت کرتے کسی کو نہیں دیکھا، ان میں سے ایک حضرت اسماء ہے: چنانچہ وہ روایت کرتے ہیں کہ:

"میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کسی کو نہیں پایا۔ لیکن دونوں کی انداز میں فرق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جمع کرتی رہتی تھیں، جب اچھی خاصی رقم جمع ہوتی تب اسے راہِ خدا میں تقسیم کرتی جبکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاتھ جو آتی اسی وقت خرچ کرتی تھی، کل کے لئے کچھ بچا کر نہیں رکھتی۔"[46]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے خرچ کے بارے میں سوال کیا: آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: یارسول اللہ! میرے پاس ذاتی مال تو کوئی نہیں ہے مگر جو (میرے خاوند) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مجھے لا کر دیتے ہیں، کیا مجھے گناہ ہو گا اگر میں اس سے عطیہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنی گنجائش ہو دو اور باندھ باندھ کر نہ رکھ، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر باندھ دے گا۔"[47]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ ابی بکر صدیقؓ سے لوگ دعاء کراتے تھے، بیماری کے وقت روحانی علاج کے لئے آپ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے: بیماری میں مبتلاء کوئی خاتون جب آپ رضی اللہ عنہا کے پاس لائی جاتی تو آپ اس کے لئے دعا کرتی، امام بخاری حدیث نقل کرتے ہیں:

أَنَّ أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنهما: كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّت تَدْعُو لَهَا، أَخَذَتِ الْمَاءَ، فصبَّته بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا. وقالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرنا أن نَبْرُدَهَا بالماء[48]

"حضرت اسماء بنتِ ابی بکر کے پاس جب بخار میں مبتلا کوئی عورت لائی جاتی تو آپ رضی اللہ عنہا اس کے لئے دعا کرتی اور پھر پانی لے کر اس کے سینے پر چھڑک دیتی تھی، اور کہتی: آپ ﷺ نے ہمیں اسے پانی سے ٹھنڈا کرنے کا حکم دیا ہے۔"

نیاز فتح پوری صاحب لکھتے ہیں کہ:

"حضرت اسماء جب کبھی علیل ہو جاتیں تو تمام غلاموں کو آزاد کر دیتی تھیں۔"[49]

صحابیاتؓ نے جس طرح اپنی اہل وعیال کو مال کی محبت سے اپنے نصائح کے ذریعے روک کر انہیں سخاوت کی ترغیب دی ہے، آج کے خواتین کو بھی نہ صرف اپنے بچوں کو بُخل جیسے مذموم صفت سے روک لینا چاہیے بلکہ خود بھی انہیں صدقہ وخیرات میں حصہ لینا چاہیے۔ اس کے علاوہ اپنی بچیوں کو مختلف بیماریوں کے مسنون دم ورُقیہ اور روحانی علاج بھی سکھانا چاہیے تاکہ وہ روحانی طریقے سے علاج کر سکیں جس طرح حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا کی طرف بخار میں مبتلاء خواتین رجوع کرتی تھی اور وہ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ان کا علاج کرتی تھی۔ اسی طرح حضرت شفاء بنت عبد اللہ اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں لکھنا بھی جانتی اور حضرت شفاء نے آپ ﷺ کے حکم سے حضرت حفصہ کو چیونٹی کاٹنے کا دم بھی سکھایا تھا۔ ان صحابیات کی سیرت کی روشنی میں مختلف بیماریوں کا روحانی طریقے سے علاج نہ صرف ایک سماجی سرگرمی ہے بلکہ یہ عبادت اور اسوہ صحابیات ہے جن سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ربیع بنتِ معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بحیثیتِ طبیبہ:

---

[45] بخاری، **الصحیح**، کتاب الھبۃ وفضلھا، باب ھبۃ الواحد للجماعۃ، 2/919۔

[46] بخاری، **الأدب المفرد**، باب سخاوۃ النفس (الریاض: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، 1419ھ-1998ء)، 146۔

[47] نسائی، **سنن النسائی**، کتاب الزکاۃ، الإحصاء في الصدقۃ (قاھرۃ: المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، 1348ھ-1930ء)، 5/74۔

[48] بخاری، **الصحیح**، کتاب الطب، باب الحمی من فیح جہنم، 5/2162۔

[49] نیاز فتحپوری، **صحابیات**، (کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1957)، 160۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ربیع بنتِ معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہا کا شمار بھی قرنِ اوّل کی سماجی خواتین میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بھی باقی خواتین کی طرح مختلف اوقات میں سماج کے لئے اپنی خدمات پیش کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ان سماجی خدمات میں سے ایک خدمت میدانِ جنگ کی خدمت ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ خود حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں:

''كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَسْقِي وَنُدَاوِي الْجَرْحَى وَنَرُدُّ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ''[50]

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جاتی تھیں۔ لوگوں کو پانی پلاتیں، ان کی خدمت کرتیں اور زخمیوں اور شہیدوں کو واپس مدینہ لاتی تھیں۔

ابو نعیم اصبہانی معرفۃ الصحابہ میں لکھتے ہیں کہ:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ عنہا کو سونا دے کر اسے زیورات کے طور پر استعمال کرنے کا حکم یا تھا، آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جاتی تھی، جہاں وہ زخمیوں کا علاج کرتی اور شہداء کو میدانِ جنگ سے واپس لاتی تھی۔''[51]

ابن سعدؒ ربیع بنتِ معوذ کی روایت نقل کرتے ہیں، وہ کہتی ہے کہ:

میں نے اپنے شوہر سے کہا: میری ملکیت میں جو کچھ ہے یہ لے لیں اور مجھ سے علیحدگی اختیار کریں! اس نے کہا: ٹھیک ہے، اس نے میرا سب کچھ لے لیا یہاں تک کہ میرا بستر بھی، ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور یہ بات ان سے ذکر کی۔ انہوں نے کہا آپ نے اپنی زیرِ ملکیت ہر چیز کی شرط لگائی ہے۔ میرے شوہر سے کہا: اس کی ہر چیز لے لو یہاں تک کہا کہ اگر تم چاہو تو اس کے بالوں کی موباف بھی۔[52]

دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابیاتؓ نے مختلف سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے جن میں میدانِ جنگ کی سرگرمی قابلِ ذکر ہے۔ آج کل کے خواتین کے پاس جہاد کا موقع تو نہیں ہے لیکن اپنے آس پاس اور محلے میں خواتین کی مدد کرسکتی ہیں۔ اس لئے میڈیکل فیلڈ سے متعلقہ فی میل نرس اور لیڈی ڈاکٹرز اپنے محلے میں مریضوں کا علاج کر کے کسی نہ کسی طرح اس سماجی خدمت کے ذریعے معاشرے کی ترقی اور فلاح و بہبود میں اپنا کردار ادا کرسکتی ہے جو مستحسن اور قابلِ تعریف ہے۔

اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا کی سماجی اور عسکری خدمات:

امام واقدی مغازی میں لکھتے ہیں کہ:

''نسیبہ بنتِ کعب یعنی ام عمارہ رضی اللہ عنہا غزوہ احد میں اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ شریک ہوئی تھی، آپ رضی اللہ عنہا کا مقصد زخمیوں کو پانی پلانا تھا، آپ رضی اللہ عنہا اس دن خوب لڑی، آپ رضی اللہ عنہا کو اس دن تیروں اور تلواروں کے بارہ زخم آئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا ام سعد رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، ام سعد رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: اُحد کے دن کا اپنا قصہ سنائیں! آپ رضی اللہ عنہا نے کہا:

دن کے آغاز میں، میں باہر نکلی، میرے پاس ایک برتن میں پانی تھا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے پاس گئی، اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی گئی، جنگ شروع کی، تلوار اور تیروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے لگی یہاں تک کہ میں زخمی ہوئی۔ ام سعد رضی اللہ عنہا کہتی ہے: میں نے اس کے کندھے پر ایک گہرا زخم دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ام عمارہ! آپ کو یہ چوٹ کس نے پہنچائی؟ کہا: ابن قمئہ نے، لوگ افراتفری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادھر اُدھر ہوگئے تھے، ابن قمئہ چلّا رہا تھا: مجھے محمد دکھاؤ! اگر وہ بچ گیا تو میں نہیں بچوں گا، چنانچہ میں اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور کچھ اور لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس کی طرف بڑھ گئے، اس دوران اس نے مجھ پر حملہ کیا، میں نے بھی اس پر کئی وار کئے لیکن اس دشمنِ خدا کو دوہرے زرہوں کی وجہ سے کچھ نہیں ہوا۔''[53]

ابن اثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

ام عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر زید بن عاصم اور اپنے دو بیٹوں: حبیب اور عبد اللہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اُحد میں شریک تھی، حبیب رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا تھا۔ مسیلمہ کذاب نے ان سے کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہے؟ اس نے کہا ہاں، پھر پوچھا کیا تم گواہی

---

50 بخاری، **الصحیح** کتاب الجهاد والسیر، باب: رد النساء الجرحی والقتلی، 3/1056۔

51 ابو نعیم اصبہانی، **معرفۃ الصحابہ لابی نعیم**، باب الراء، ربیع بنتِ معوذ، 6/3332۔

52 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، زینب بنتِ جحش، 8/448، 447۔

53 واقدی، **المغازی**، غزوہ احد، 1/269، 268۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: میں بہرا ہوں مجھے سنائی نہیں دے رہا، بار بار آپ رضی اللہ عنہا اسی طرح کہتے رہے، مسیلمہ ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے سارے اعضاء کاٹ ڈالے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے[54]۔

ابن سعدؒ ضمرہ بن سعید کا قول نقل کرتے ہیں، وہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہے کہ: حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا اُحد میں پانی پلانے کے لئے حاضر ہوئی تھی، اس دن ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو احد میں شدید لڑائی کرتے ہوئے دیکھا گیا تھا، اس نے اپنا کپڑا کمر پر باندھا تھا، اس دن آپ کو تیرہ زخم آئے تھے۔ ابن ضمرہ کی دادی کہتی ہے کہ: میں اس دن ابن قمئہ کو دیکھ رہی تھی جب وہ ام عمارہ کے کندھے پر وار کر رہا تھا۔ یہ اتنا گہرا اور بڑا زخم تھا کہ ام عمارہ ایک سال تک اس کا علاج کرتی رہی۔[55]

صحابیاتؓ نے میدانِ جنگ میں صرف سماجی خدمات میں حصہ نہیں لیا بلکہ ضرورت پڑنے پر جنگ میں بھی شریک ہوئی ہیں۔ چونکہ اسلحہ مؤمن کا زیور ہے اسلئے آج کل کے خواتین کے لئے ضروری ہے کہ آج کے مناسبت سے موجودہ دور کے تمام اسلحوں کے استعمال کے طریقے سیکھ لیں۔ وقت آنے پر جن سے اپنے دین وایمان اور خود اپنی ذات وشرم گاہ کی حفاظت کر سکیں۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا (والدہ انس رضی اللہ عنہ بن مالک) بحیثیتِ طبیبہ

امام مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ:

"كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ إِذَا غَزَا، فَيَسْقِينَ الْمَاءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى"[56]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی چند عورتوں کو غزوہ میں لے جاتے تھے جو پانی پلایا کرتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔"

صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے جس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ:

"لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلموَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ، وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِأَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا ۔۔۔الخ۔"[57]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ احد کی لڑائی میں مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے تھے۔ اور میں نے دیکھا کہ حضرت "عائشہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی بکر اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے ازار سمیٹے ہوئے تھے اور تیزی کے ساتھ پانی کے مشکیزے لے جا رہی تھیں اور قوم کو اس میں سے پانی پلاتی تھیں، پھر واپس آتی تھیں اور مشکیزوں کو بھر لے جاتی تھیں اور قوم کو پانی پلاتی تھیں۔ میں ان کے پاؤں کے پازیبیں دیکھ رہا تھا۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ: غزوہ حُنین میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔ چنانچہ روایت کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خِنْجَرًا، فَكَانَ مَعَهَا، فَرَآهَا أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذِهِ أُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خِنْجَرٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَا هَذَا الْخِنْجَرُ؟ قَالَتِ: اتَّخَذْتُهُ، إِنْ دَنَا مِنِّي أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بَقَرْتُ بِهِ بَطْنَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَضْحَكُ۔۔۔الخ"[58]۔

"غزوہ حنین میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔ شوہر ابوطلحہ نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ ام سلیم کے ہاتھ میں خنجر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اے ام سلیم اس خنجر کا کیا کرو گی۔ کہا اللہ کے رسولؐ! جو بھی کافر میرے قریب آیا میں اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے۔ سیدہ ام سلیم نے پوچھا: یارسول اللہ جو لوگ فتح مکہ کے دن نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اگر وہ آج آپ سے پہلو تہی اختیار کرتے ہوئے نظر آئیں تو کیا میں انہیں قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ام سلیم! رہنے دیں اللہ کافی او بہتر ہے۔"

ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے غزوہ حُنین کے موقع پر حاملہ ہونے کے باوجود میدانِ جنگ میں سماجی خدمت کا موقع ضائع نہیں کیا، ابن سعدؒ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

---

54 ابن الاثیر، **اسد الغابہ**، حرف الحاء والباء، حبیب بن زید بن عاصم، 1/675۔

55 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، ومن نساء بنی النجار، ام عمارہ، 8/413۔

56 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ النساء مع الرجال، 5/196۔

57 بخاری، **الصحیح**، کتاب الجہاد والسیر، باب: غزوۃ النساء وقتالھن مع الرجال، 3/1055۔

58 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ النساء مع الرجال، 5/196۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

"اس روز حُنین کے دن ام سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں، بطن میں عبد اللہ بن ابی طلحہ تھا۔ اوراس سے پہلے احد میں پیاسوں کو پانی پلانے اور زخمیوں کی علاج کے لئے بھی ام سلیم رضی اللہ عنہا حاضر ہوئی تھیں۔"[59]

ابن حجرؒ الاصابہ میں حضرت انس کی روایت نقل کرتے ہیں:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! یہ انس ہے جو آپ کی خدمت کرے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبول کیا۔"[60]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت صرف دس سال تھی۔ مدینہ آنے سے لے کر وفات تک حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور خادمِ رسولؐ کے نام سے مشہور ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ سے متعدد احادیث بھی مروی ہیں۔

ابن عبد البرؒ الاستیعاب میں لکھتے ہیں کہ:

"اُم سلیم رضی اللہ عنہا ایک عقلمند خاتون تھی اور آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث بھی روایت کی ہے۔ ام سلیم خود کہتی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اتنی دعائیں کی ہے کہ اب مزید کسی اضافے کی ضرورت نہیں ہے۔"[61]

حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے مختلف سماجی خدمات میں حصہ لیا ہے۔ غزوہ حُنین میں ان کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا جو انہوں نے خود کی حفاظت کے لئے رکھا تھا۔ عصرِ حاضر میں خواتین ہر جگہ غیر محفوظ ہیں چاہے وہ مارکیٹ اور بازار ہو یا تعلیمی ادارے اور دفاتر، اس لئے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ خواتین اپنی حفاظت (Self Defence) کے لئے اپنے پاس کوئی ایک آلہ ضرور رکھیں۔ اور حکومتِ وقت اور سیکورٹی اداروں کو بھی چاہیے کہ خواتین کو اس طرح کے آلات اپنے پاس رکھنے کی اجازت دیں تاکہ وہ ضرورت کے وقت اپنی جان اور اپنی عزت کی خود حفاظت کر سکیں۔

حضرت اُم سُلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے قبولِ اسلام کے خاطر اپنا حق مہر چھوڑ دیا تھا۔ حضرت اُم حکیم نے اپنے شوہر عکرمہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے مکہ سے یمن سفر کر کے وہاں انہیں مشرف بہ سلام کیا۔ آج کل کے خواتین کو چاہیے کہ ان پاک ہستیوں کے نقشِ قدم پر چل کر اپنے شوہروں کو صوم وصلوۃ کا پابند بنائیں، انہیں دین سیکھنے پر آمادہ کرنے کے لئے اپنی کچھ غیر ضروری ضروریات سے دستبرداری اختیار کریں اور انہیں اسلام پر مکمل عمل پیرا کرانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں ترجیحی بنیادوں پر صرف کریں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بحیثیتِ غسالہ وطبیبہ:

اُم عطیّہ رضی اللہ عنہا قرنِ اوّل کی سماجی خواتین میں سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مختلف غزوات میں شریک ہو کر اپنی خدمات پیش کی ہے۔ امام مسلم نے صحیح مسلم میں امّ عطیّہ کی روایت نقل کی ہے جس آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی سماجی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی ہے۔ میں ان کی سامان کی حفاظت کرتی تھی، ان کے لئے کھانا بناتی تھی،، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھی۔"[62]

حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا ان عظیم صحابیات میں شامل ہے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادیوں کو موت کے بعد غُسل دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اُم عطیّہ رضی اللہ عنہا نے غُسل دیا تھا۔ اس حوالے سے آپ رضی اللہ عنہا کی روایت طبقات ابن سعد میں موجود ہے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ: "جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ: اسے طاق غسل دے دیں: تین یا پانچ مرتبہ، پانچویں دفعہ غسل دیتے وقت پانی میں کافور یا کافور کی کوئی چیز ڈال دیں، ! جب غسل دینے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔ ہم نے غسل سے فراغت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کمربند ہمیں دیا اور فرمایا: اسے اس کے جسم پر لپیٹ دو کہ بدن سے لگا رہے۔"[63]

---

59 ابن سعد، **الطبقات الکُبریٰ**، ومن نساء بني عدي بن النجار، ام سلیم، 8/425۔

60 ابن حجر، **الاصابہ**، باب الالف بعدھا نون، انس بن مالک، 1/276۔

61 ابن عبد البر، **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**، باب السین: ام سلیم بنت ملحان، 4/1941، 1940۔

62 مسلم، **الصحیح**، کتاب الجهاد والسیر، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم والنهي عن قتل صبيان أهل الحرب، 5/199۔

63 ابن سعد، **الطبقات الکُبریٰ**، ومن نساء بني مالک بن النجار، ام عطیہ، 8/455۔

امام ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ: "آٹھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئی تھیں، انہیں غُسل دینے والی صحابیہ حضرت امِ عطیّہ انصاریہ تھیں۔[64]

ابن اثیرؒ اُسدُ الغابہ میں لکھتے ہیں کہ: "ام عطیّہ رضی اللہ عنہا مُردوں کو نہلاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک تھیں، آپ رضی اللہ عنہا سے محمد بن سیرین اور آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حفصہ اور عبد الملک بن عمیر وغیرہ نے احادیث نقل کی ہے۔"[65]

ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ: "آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہو کر مریضوں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں، آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے غسل کے لئے بھی حاضر ہوئی تھی، بصرہ کے صحابہ اور تابعین علماء کی ایک جماعت آپ رضی اللہ عنہا سے میت کے غسل کا طریقہ سیکھتی تھی۔"[66]

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی مختلف سماجی خدمات کے علاوہ ایک مشہور سماجی خدمت "مُردوں کو غُسل دینا" تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھی غسل دیا تھا۔ آج کل ہر معاشرے بلکہ ہر محلے میں کچھ خواتین ایسی ضرور ہونی چاہئے جو میت کے غسل کے تمام فرائض، واجبات اور سنن سے واقف ہو اور بوقتِ ضرورت اس خدمت کے لئے حاضر ہو۔ دیہات میں اس طرح کی خدمات بلا معاوضہ سرانجام دی جاتی ہیں، شہروں میں بھی کم از کم اس سماجی خدمت کو بلا معاوضہ ہونا چاہیے جو ایک سماجی خدمت کے ساتھ ساتھ اس غمزدہ خاندان کے ساتھ مشکل کی اس گھڑی میں تعاون اور ہمدردی بھی ہے۔

حضرت رفیدہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا بحیثیتِ طبیبہ: (لیڈی سرجن)

امام ثعلبیؒ نے اپنی تفسیر میں ایک جگہ حاشیہ میں حضرت رفیدہ الانصاریہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"رفیدہؓ قبیلہ اسلم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون تھیں جو زخمیوں کا علاج کرتی تھیں، خندق کے دن جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ٹخنہ زخمی ہو کر بھاری ہو گیا تو انہیں اس خاتون کے پاس لایا گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رفیدہ کو "کعیبہ" کا نام دیا، کعیبہ نے ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لیا۔ یہ وہ خاتون ہیں جن کے لئے مسجدِ نبوی ﷺ میں ایک خیمہ لگایا گیا تھا جہاں وہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا علاج زخمی ہونے کے بعد رفیدہ نے کیا تھا یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ حضرت رفیدہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا خیبر میں بھی بحیثیتِ طبیبہ شریک ہوئی تھیں۔"[67]

المقریزی، امتناع الاسماع میں حضرت رُفیدہؓ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"حضرت رفیدہؓ غزوات میں زخمیوں کو اٹھاتی اور ان کا علاج کرتی تھیں،، گمشدہ اور جن کا کوئی نہیں تھا ان کی دیکھ بھال کرتی تھیں، مسجدِ نبوی ﷺ میں آپ رضی اللہ عنہا کا خیمہ لگا تھا۔"[68]

امام بغویؒ اپنی تفسیر میں حضرت رفیدہ الانصاریہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

""حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے زخمی ہونے کے بعد علاج کے لئے مسلمانوں میں سے ایک خاتون کے خیمے میں رکھا تھا جسے رُفیدہ کہا جاتا ہے۔ رفیدہ اس خیمہ میں زخمیوں کا علاج کرتی تھی، مسلمانوں میں سے اگر کسی کو تکلیف ہوتی تو حضرت رفیدہ خدمت کے لئے تیار رہتی تھی۔"[69]

ابن اثیرؒ اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ:

"جب خندق کے دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے قوم سے ارشاد فرمایا: انہیں رفیدہ کے خیمہ میں لے جائیں تا کہ میں قریب سے ان کی عیادت کر سکوں۔ رفیدہ قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتی تھیں، مسجد میں ان کا خیمہ تھا جہاں وہ زخمیوں کا علاج کرتی تھی۔ آپ ﷺ کا جب ان پر گزر ہوتا تو ان کی طبیعت پوچھتے۔"[70]

---

64 ذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، ثم دخلت سنة ثمان من الهجرة، قصة كعب بن زهير، 2/229۔

65 ابن الاثیر، **اُسدُ الغابہ**، حرف العین، ام عطیہ الانصاریہ، 7/356۔

66 ابن حجر، **تہذیب التہذیب**، من اسمھاندبة ونسيبة، 12/455۔

67 ثعلبی، **الکشف والبیان عن تفسیر القرآن**، سورہ احزاب آیت 25، حاشیہ 2، 21/390۔

68 تقی الدین المقریزی، **امتناع الاسماع**، فصل في ذكر مشورة رسول اللهؐ صلى الله عليه وسلم في الحرب وذكر من رجع إلى رأيه، 9/254۔

69 البغوی، **تفسیر البغوی**، سورة الاحزاب، آیت 27-29، 3/629۔

70 ابن الاثیر، **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ**، حرف الراء، رفیدہ الانصاریہ، 7/111۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

علامہ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں ابن اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ:

"انہوں نے رفیدہ کا ذکر سعد بن معاذ کے قصے میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ: جب غزوہ خندق میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد رضی اللہ عنہ کو رفیدہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں رکھیں جو کہ مسجدِ نبوی میں ہے تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کرتا رہوں۔ یہ ایک ایسی خاتون ہے جو زخمیوں کا علاج کرتی ہے۔ مسلمانوں میں سے جو بیمار ہو یہ خود ان کی خدمت کرتی ہے۔"[71]

امام بخاری ادب المفرد میں محمود بن لبید کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"جب خندق کے دن جب حضرت سعد رضی اللہ عنہا زخمی ہوئے تو اسے ایک عورت کے پاس لے جایا گیا جسے رفیدہ کہا جاتا ہے جو کہ زخمیوں کا علاج کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح شام ان کے پاس سے گزرتے تو ان کی حالت پوچھتے تو وہ آپؐ کو ان کی خبر دیتیں۔"[72]

طبی خدمات نہ صرف ایک بہترین سماجی سرگرمی ہے بلکہ یہ عبادت اور اسوہ صحابیاتؓ بھی ہے۔ مختلف صحابیات کی سیرت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے دینی تنظیموں کے حلقہ ہائے خواتین میں حضرت رُفیدہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا کو بطورِ رول ماڈل پیش کرنا چاہیے۔ اور انہیں اپنے دعوت کے دوران باصلاحیت بچیوں کو ڈسپنسری کا کورس کروانے پر بھی زور دینا چاہیے تاکہ حضرت رُفیدہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا کی طرح آج کی خواتین بھی اپنے معاشرے کے لئے کارآمد اور مفید ثابت ہو سکیں۔

نتائج

الغرض قرنِ اوّل کے اسلامی معاشرے میں صحابیاتؓ نے سماجی، رفاہی، تعلیمی، طبی اور فلاحی میدانوں میں نمایاں اور مؤثر کردار ادا کیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرہ خواتین کی مثبت سماجی شمولیت کا حامی تھا۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت زینب بنت خزیمہؓ، حضرت زینب بنت جحشؓ، حضرت اسماءؓ، حضرت ام سلیمؓ، حضرت رفیدہؓ اور دیگر صحابیاتؓ نے خدمتِ خلق، غرباء کی کفالت، تعلیم، طبابت اور جنگی معاونت کے ذریعے اسلامی معاشرے کی تعمیر و استحکام میں بنیادی کردار ادا کیا۔ صحابیاتؓ کی سماجی خدمات رضائے الٰہی، ایثار، اخلاص اور احساسِ ذمہ داری پر مبنی تھیں، جن میں ذاتی مفاد کے بجائے اجتماعی فلاح کو ترجیح دی گئی۔ صحابیاتؓ کی سیرت اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام خواتین کی عزت، عفت اور شرعی حدود کی حفاظت کے ساتھ انہیں معاشرے کی تعمیر و اصلاح میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ عصر حاضر میں صحابیاتؓ کا اسوہ خواتین کے لیے ایک متوازن اور عملی نمونہ فراہم کرتا ہے، جس کی روشنی میں رفاہی، تعلیمی، طبی اور سماجی شعبوں میں مؤثر خدمات انجام دی جاسکتی ہیں۔

سفارشات

درج بالا سطور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ موضوع ہمہ وقت اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر ہمہ وقت لکھا جائے۔ اس کے تما میپہلوں کو نمایاں کیا جائے اور اسکی تشنہ پہلوں پر تحقیقی کام کیا جائے۔ تعلیمی اداروں، جامعات اور دینی مدارس کے نصاب میں صحابیاتؓ کی سماجی اور رفاہی خدمات کو بطورِ نمونۂ عمل شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل خصوصاً طالبات ان کے کردار سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔ خواتین کی دینی و رفاہی تنظیموں کو صحابیاتؓ کے اسوہ کی روشنی میں تعلیم، صحت، غرباء کی کفالت، یتیموں کی سرپرستی اور سماجی بہبود کے منصوبوں کو فروغ دینا چاہیے۔ خواتین کے لیے ابتدائی طبی امداد (First Aid)، مریضوں کی دیکھ بھال، میت کو غسل دینے، قدرتی آفات میں امدادی خدمات اور سماجی خدمت سے متعلق تربیتی پروگرام منعقد کیے جائیں۔ صاحبِ استطاعت خواتین میں صدقہ، خیرات، وقف، کفالتِ یتامیٰ اور سماجی ذمہ داری کا شعور بیدار کرنے کے لیے باقاعدہ آگاہی مہمات چلائی جائیں۔ جامعات اور تحقیقی مراکز میں صحابیاتؓ کی خدمات کے مختلف پہلوؤں، مثلاً طبی خدمات، تعلیمی کردار، معاشی تعاون اور سماجی قیادت پر مزید تحقیقی مطالعات کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ اس موضوع پر علمی سرمایہ مزید مستحکم ہو سکے۔

---

[71] ابن حجر، **الاصابہ**، حرف الراء، القسم الاول، رفیدہ الانصاریہ، 8/136۔

[72] بخاری، **الادب المفرد**، باب کیف اصبحت (ریاض: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، 1419ھ-1998ء)، 631-632۔